Open Access

Al-Irfan *(Research Journal of Islamic Studies)*

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore
ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*
Volume 09, Issue 17, January-June 2024,
Email: alirfan@mul.edu.pk

العرفان

تصور بیعت "فکرولی اللهي" کے تناظر میں (القول الجمیل فی بیان سواء السبیل کا خصوصی مطالعہ)

Concept of allegiance in "Waliullah e Thinking" (Special Study of al-Qoul ul Jamil fi bayan Siwus Sabeel)

Hafiz Ghulam Mustafa
Doctoral Candidate, Lahore Garrison University, Lahore
Gm93299@gmail.com
Hafiz Abdul Aziz
Doctoral Candidate, Green International University, Lahore

ABSTRACT

Al-Qaul Al-Jamil fi Byan Siwa Al Sabil is a well-known Book written by the great intellectual and spiritual Islamic scholar of the subcontinent, Shah Waliullah Muhddith Dehlvi. The book deals with the significance, real concept and all information about baiyat. The true Sufism that is recognized for forgiveness, self-respect, and purification is, connected to the Last Prophet through the chain of baiyat. Baiyat is an effective means of attaining spirituality which creates the quality of remembrance of Allah Almighty in a Muslim. Baiyat is an oath of allegiance that a Sheikh takes from his followers to avoid them from all kinds of evil and devilish practices that can cause Allah's displeasure. There are many examples of baiyat in Islamic history. The Holy Prophet took baiyat from His companions on different occasions. In this study we will discuss the details of baiyat and also the importance of this oath of allegiance in the spiritual life of a Muslim.

Keywords:

Baiyat, Shah walli Ullah, Spirituality, Devilish Practices, Allah's Displeasure, Islamic History.

https://doi.org/10.58932/MULB0038

تعارف

حقیقی تصوف جو انسان میں تزکیہ نفس، عفو در گزر، خدمت خلق اور اخلاص وللٰہیت جیسی صفات پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ باطنی طہارت اور تزکیہ، یہ نظام عموماً ان افراد کے لیے اپنانا آسان ہو جاتا ہے جو کسی شیخ تربیت، مرشد کامل اور مزکی النفس کے حلقہ اثر میں رہتے ہیں۔ اس حلقہ اثر یعنی صحبت شیخ میں رہنے والے عمل بیعت سے گزرتے ہیں۔

لفظ بیعت عربی لفظ بیع سے نکلا ہے۔ جس کا مطلب بیچنا ہے۔ اصطلاح شریعت میں بیعت اس اخلاقی معاہدہ کو کہتے ہیں جس میں کوئی ارادتمند شخص کسی مرد کامل، مرشد یا شیخ کے ہاتھ پر یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ آئندہ اپنی زندگی کو قرآن وسنت کے اصولوں کے تابع کر دے گا، شریعت مطہرہ کی بہر صورت پابندی کرے گا اور شیخ تربیت کی ہدایات پر پورا پورا عمل کرے گا۔ اس کومٹمنٹ اور پختہ ارادے کو بیعت کہتے ہیں۔ جبکہ تربیت اور تزکیہ نفس کے اس مخصوص شعبے کو تصوف کا نام دیا جاتا ہے۔ تصور بیعت کی شرعی حقیقت کیا ہے؟ اور قرآن وسنت میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے برصغیر پاک وہند کی معروف علمی وروحانی شخصیت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے افکار کی روشنی میں بلخصوص آپکے رسالے **"القول الجميل فی بيان سواء السبيل(1)"** کا مطالعہ اس آرٹیکل میں پیش کیا جائے گا تاکہ اس مسئلہ کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

حقیقتِ بیعت از روئے شرع

قرآن کریم کی کئی آیات میں اللہ رب العزت نے بیعت کا تصور بیان کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا(2)

(1) یہ کتاب اصول طریقت، شرائط واحکام بیعت پر مشتمل ہے۔ اس میں شریعت وطریقت کے مبادی اصول کے ساتھ مشائخ قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال اور ان کے سلاسل کی اسناد کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب کل گیارہ فصول پر مشتمل ہے۔ آرٹیکل میں اس کتاب کی پہلی اور دوسری فصل کو زیر بحث لایا گیا ہے جو کہ بیعت کے احکام وشرائط پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو عربی سے اردو ترجمہ کے ساتھ مارچ 1968ء میں شائع کیا گیا اور طبع ثانی اپریل 1974ء کو ایچ ایم سعید کمپنی کراچی کے زیر اہتمام ہوئی۔

(2) القرآن۔10:48

بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ در حقیقت اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر، سو جس نے یہ بیعت توڑی تو اس کا وبال صرف اسی پر ہوگا اور جس نے اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کیا تو عنقریب اللہ اسے بہت اجر دے گا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓي اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ-(1)

اے نبی ﷺ! جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں حاضر ہوں تو وہ آپ سے اس پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی، اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، اور نہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے کوئی بہتان گھڑیں گی اور نہ دستور کے مطابق کسی کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی آپ ان کو بیعت کر لیا کریں اور آپ ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں، بیشک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

سورۃ الفتح میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کرنے والوں کے لیے رضا کا اعلان فرمایا۔ اور یہی بیعت بعد میں بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہوئی:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا(2)

ترجمہ: بیشک اللہ ایمان والوں سے اس وقت راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، سو اللہ جانتا تھا جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، پس اللہ نے ان کے دلوں پر طمانیت نازل فرمائی اور ان کو عنقریب آنے والی فتح کا انعام دیا۔

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ سے یہ حقیقت بیعت مترشح ہوتی ہے کہ قرب الٰہی حاصل کرنے کی خاطر سے اپنے نفس کو شرک، چوری بدکاری، قتل ناحق، بہتان تراشی حتیٰ کہ ہر قسم کی برائی سے بچانے اور ہر نیک کام کے لیے عزم مصمم کا نام بیعت ہے۔

---

(1) الممتحنۃ:12:60

(2) القرآن۔18:48

کتبِ احادیث کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کیا کرتے تھے۔ کبھی یہ بیعت ہجرت کے لیے ہوتی اور کبھی جہاد کی غرض سے۔ بعض اوقات ارکانِ اسلام کو پابندی سے ادا کرنے کے لیے بیعت کی جاتی تھی، اور کبھی میدانِ جنگ میں کفار کے خلاف ثابت قدمی کے ساتھ لڑنے کے لیے بیعت کی صورت میں عہد و قرار ہوتا، کبھی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے، بدعات سے بچنے اور طاعات و عبادات کو زیادہ سے زیادہ شوق رغبت سے کرنے کے لیے بھی بیعت لی جاتی تھی۔اسی ضمن میں نبی کریم ﷺ سے بیعت کرنا ثابت ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: «بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَالْأَثَرَةِ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ-(1)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی سننے اور اطاعت کرنے پر، مشکل اور آسانی میں، طبیعت کی آمادگی اور ناگواری میں، چاہے ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے، اور یہ کہ ہم صاحب امر سے جھگڑا نہیں کریں گے، اور یہ کہ ہم جس حال میں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے، اللہ تعالیٰ کی ذات کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ-(2)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

الغرض کئی احادیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے مختلف امور پر بیعت لی اور وہ بیعت تزکیہ نفس، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق ہوتی تھی۔آپ ﷺ نے معلم اخلاق ہونے کی حیثیت سے جو کچھ کیا، وہ بعد میں آپ ﷺ کے خلفاء کے لیے سنت بنا اور جو طریقہ آپ ﷺ نے اختیار کیا وہ بعد میں علمائے راسخین کے لیے سنت بنا۔

---

(1) القزوینی، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، مصر: داراحیاء الکتب العربیہ، باب البیعۃ، ج2، ص957، رقم:2866

(2) الطبرانی، سلیمان بن احمد ایوب، القاہر: مکتبہ ابن تیمیہ، ج2، ص299، رقم:2245

بیعت کا حکم اور اس کی اہم اقسام

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک کیونکہ بیعت کا عمل نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اس لیے یہ سنت قرار پایا۔ حضرت شاہ صاحب بیعت کی درج ذیل اقسام بیان کی ہیں:

1۔ بیعت خلافت

2۔ بیعتِ اسلام

3۔ تقویٰ پر استقامت کی بیعت

ان تین اقسام کو بیان کرنے کے بعد شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"جہاں تک کفر سے اسلام میں داخل ہونے کے وقت بیعت لینے کا تعلق ہے تو یہ بیعت خلفاء کے زمانے میں متروک رہی۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں تو اس لیے بیعت کا رواج نہ تھا کہ ان کے زمانے میں زیادہ تر لوگ حضور ﷺ کے صحابہ ہی تھے اور آپ ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔ لیکن ان کے بعد بیعت تقویٰ اس لیے متروک رہی کہ اس سے امت میں انتشار پھیلنے کا امکان تھا۔ اس زمانے میں صوفیا کے ہاں یہ دستور تھا کہ وہ بیعت کی بجائے خرقہ کو اس کا قائم مقام بناتے تھے۔"(1)

خرقہ کے حوالے شیخ شہاب الدی سہروردی فرماتے ہیں:

"فاعلم ان الخرقة خرقتان خرقة الارادة وخرقة التبرک والاصل الذی قصده المشائخ للمریدین خرقة الارادة وخرقة التبرک تشبه بخرقة الارادة فخرقة الارادة للمرید الحقیقی وخرقة التبرک للمتشبه ومن تشبه بقوم فهو منهم"۔(2)

یعنی واضح ہو کہ خرقے دو ہیں: خرقہ ارادت و خرقہ تبرک، مشائخ کا مریدوں سے اصل مطالعہ خرقہ ارادت ہے ار خرقہ تبرک کو اس سے مشابہت ہے تو حقیقی مرید کے لیے خرقہ ارادت ہے اور مشابہت چاہنے والوں کے لیے خرقہ تبرک اور جو کسی قوم سے مشابہت چاہے وہ انہی میں سے ہے۔

شاہ اللہ محدث دہلویؒ کے خانوادے کی شخصیت شاہ رفیع الدینؒ نے اپنے مجموعہ رسائل میں بیعت کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا ہے:

---

(1) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، کراچی: ایچ، ایم؛ سعید کمپنی، ص17

(2) سہروردی، شہاب الدین، عوارف المعارف، الباب الثانی عشرۃ، مطبعۃ الشدا الحسینی، القاہرہ، ص79

1۔ بیعت معیشت

2۔ بیعت وسیلت

3۔ بیعت شریعت

4۔ بیعت طریقت

5۔ بیعت حقیقت

پہلی قسم بیعت معیشت کے متعلق لکھتے ہیں: برائے تحصیل مال وجاہ یابرائے تحصیل حاجات دنیوی فی الحقیقت اعتبار ندارد۔ یعنی اس طرح کی بیعت کا مقصد مرید کا دنیا طلبی یا کسی دنیوی ضرورت وحاجت ہوتی، اس طرح کی بیعت در حقیقت بیعت نہیں ہے۔

دوسری قسم بیعت وسیلت کے متعلق لکھتے ہیں: رب العزت جل شانہ باہر یکے از آئمہ طرق بشارتہاووعدہائے برواحسان است، ثمرہ آں اتصال بآں بزرگاں ست درقبروحشر امدادایشاں ایں طالب را وقتا بعد وقت۔

یعنی صوفیاء کے مشہور طرق وسلاسل کے آئمہ اور پیشوا بطور احسان کے حق تعالیٰ کی طرف سے بعض بشارتوں اور وعدوں سے سرفراز ہیں۔ فائدہ اس بیعت کا یہ ہے کہ (طریقہ کے آئمہ اور بزرگوں) سے قبر اور حشر میں بیعت کرنے والوں کا ایک قسم کا اتصالی رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور طالب یعنی مرید کو فوقتاً فوقتاً ان بزرگوں سے امداد ملتی ہے۔

تیسری قسم بیعت شریعت کے بارے میں لکھتے ہیں: مردعامی کہ عمررا درغفلت ومعصیت گزارد وہرگاہ برایں حال متنبہ می شود ندامت می کشد ، ورجوع برتقویٰ وطاعت می خواہد۔

یعنی ایک عام مسلمان جس کی عمر غفلت اور نافرمانیوں میں گزرتی ہے، کبھی اس میں ندامت پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنے حال پر نادم ہوتا ہے ، اس وقت اس کا جی چاہتا ہے کہ پرہیزگاری اور فرمانبرداری میں اپنی زندگی کا باقی حصہ گزاردے۔

چوتھی قسم، بیعت طریقت بارے لکھتے ہیں: مرد خوش ہمت ہرگاہ فضائل ومناقب اولیاء وتصرفات عجمیہ ایشاں۔ مثل حصول مراد مردم وقوت ہمت وتصرف بردلہا وکشف احوال موتیٰ وکشف مستقبلات وملاقات ارواحِ طیبہ ومانند آں می شنود، وشوق تحصیل اودردل اوغالب می شود۔

یعنی بلند ارادہ اور ہمت والے لوگ اولیاء کی تعریفیں اور ان کی بزرگی کے قصے سنتے ہیں اور اس طبقہ کے عجیب وغریب حالات ان کے گوش گزار ہوتے ہیں۔ مثلاً سنتے ہیں کہ لوگوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ دلوں پر تصرف کرتے ہیں اور قلوب ان کے مسخر ہوتے ہیں، مردوں کے حال سے انہیں آگاہی ہوتی ہے، آئندہ پیش آنے والے واقعات کا ان کو علم ہوتا ہے اور پاک روحوں سے ان کی ملاقات ہوتی ہے۔الغرض اس قسم کی باتیں سننے سنانے والوں کے دلوں میں ان باتوں کا شوق پیدا ہوتا ہے؛ جی چاہتا ہے کہ ان کمالات کو حاصل کیا جائے۔

پانچویں قسم بیعت حقیقت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حق تعالیٰ ایشاں را برائے مشاہدہ جمال خود مراۃ ساختہ وبرائے اجرائے مرادات خودآلہ جارحہ فرمودہ است،مشتاق دوام حضور، بے مزاحمت اکوان، وعاشق جمال حضرت ایزی شود،بدوں آں قرارنمی داردوفنائے وجود خود بقائے وجودالٰہی ازتہ می جوید۔

یعنی حق تعالیٰ اپنے ازلی حسن وجمال کے مشاہدہ کا ان کو آئینہ بناتے ہیں اور اپنے مقاصد کے ظہور کا ذریعہ وآلہ ٹھہراتے ہیں، یہ افراد اس بات کے مشتاق ہو جاتے ہیں کہ کائنات کا جو پردہ ان کے اور ان کے رب تعالیٰ کے درمیان حائل ہے اس پردہ کی مزاحمت کے بغیر حق تعالیٰ کا دوامِ حضور ان کو حاصل ہو۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کے جمالِ ازلی کے یہ عاشق ہوتے ہیں بغیر اس کے ان کو چین نہیں ملتا۔اپنے وجود کے ساتھ قیام کا خیال ان کے اندر سے نکل جاتا ہے، تہ دل سے چاہتے ہیں کہ خدا ہی کے وجود کے ساتھ ان کی بقاوابستہ ہو جائے۔(1)

بیعت اور اس کے متعلقات

حضرت شاہ صاحبؒ نے بیعت کے حوالے سے جو افکار بیان کیے ہیں وہ درج ذیل امور پر مشتمل ہے:

1۔ بیعت واجب ہے یا سنت؟

2۔ بیعت کے مشروع ہونے میں حکمت کیا ہے؟

3۔ بیعت لینے والے کے لیے کیا شرائط ہیں؟

4۔ بیعت کرنے والے کے لیے کیا شرطیں ہیں؟

5۔ بیعت کرنے والے کیلیے بیعت کو پورا کرنا اور بیعت کو توڑنا کیسا ہے؟

6۔ کیا ایک یا ایک سے زیادہ عالموں سے ایک شخص کا ایک زیادہ بار بیعت کرنا جائز ہے؟

---

(1) شاہ رفیع الدین، مجموعہ رسائل شاہ رفیع الدین(مرتب:صوفی عبدالحمید خان سواتی)، گوجرانوالہ:ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم،(جنوی1962ء)حصہ اول،ص55تا60

7۔ سلف سے بیعت کے کون سے الفاظ منقول ہیں؟

پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے شاہ صاحب لکھتے ہیں:

فاعلم ان البیعة سنة ولیست بواجبة لان الناس بایعواالنبی ﷺ وتقربوا بھا الی اللہ تعالیٰ ولم یدل دلیل علیٰ تاثیم تارکھا ولم ینکر احدمن الائمة علیٰ انھا لیست بواجبة-(1)

یعنی تو جان لے کہ بیعت سنت ہے واجب نہیں، اس لیے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہا۔ لیکن اس ضمن میں کہیں اس بات کی دلیل نہیں ملتی کہ جس نے آپ ﷺ کی بیعت نہ کی وہ گنہگار ہوا۔ اور نہ کسی امام نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہ کرنے والے کو برا قرار دیا۔ چنانچہ اس امر سب کا اجماع ہے کہ بیعت واجب نہیں ہے۔

امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ اس سوال کے جواب میں کہ جس کا کوئی پیر نہیں وہ فلاح نہیں پاسکتا یا اس کا پیر شیطان ہے۔ لکھتے ہیں:

"انجام کار رستگاری اگرچہ معاذاللہ سبقت عذاب کے بعد ہو یہ عقیدہ اہلسنت میں ہر مسلمان کے لیے لازم اور کسی بیعت ومریدی پر موقوف نہیں۔ اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے۔ بلکہ ابتدائے اسلام میں کسی دور دراز پہاڑ یا گمنام ٹاپو کے رہنے والے غافل جن کو نبوت کی خبر ہی نہ پہنچی اور دنیا سے صرف توحید پر گئے بالآخر ان کے لیے بھی یہ فلاح ثابت"(2)

اس سے معلوم ہوا کہ بیعت واجب نہیں، بلکہ سنت ہے۔ اور سنت بھی بایں طور پر کہ جس میں نبی اکرم ﷺ کا طریق کار ملحوظ رکھا جائے۔ وگرنہ رسول اکرم ﷺ پوری امت کے مرشد ورہبر ہیں جن کا یہ فرمان عالی شان ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي "(3)

یعنی میری شفاعت میری امت میں سے کبیرہ گناہوں والوں کے لیے ہے۔

---

(1) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، کراچی: ایچ، ایم، سعید کمپنی، ص19

(2) بریلوی، احمد رضا خان، حقیقت بیعت، لاہور: دار الرضا، ص6

(3) احمد بن حنبل، مسند احمد، بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ج20، ص439، رقم:13222

بیعت کی حکمت

بیعت کو مشروع کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ اجریٰ سنتہ ان یضبط الامور الخفیة المضمرہ فی النفوس بافعال واقوال ظاھرة ینصبھا مقامھا کما ان التصدیق باللہ ورسولہ والیوم الآخر خفی فاقیم الاقرار مقامہ فکذالک التوبة والعزیمة علیٰ ترک المعاصی والتمسک بحبل التقویٰ خفی مضمر فاقیمت البیعة مقامھا-(1)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ کا دنیا میں یہ قانون جاری ہے کہ نفوس انسانی کے اندر جو نظر نہ آنے والی پوشیدہ کیفیات ہیں، اس نے ان کو ظاہری افعال واقوال کے ذریعہ ضبط میں لانے کا دستور بنایا ہے اور ان ظاہری افعال واقوال کو اندرونی نفسی کیفیات کا قائم مقام مقرر فرمایا، مثال کے طور پر اللہ، اللہ کے رسول اور یوم آخرت پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا نفس کی ایک نظر نہ آنے والی اندرونی کیفیت ہے اور اللہ تعالیٰ نے زبان کے اقرار کو ظاہر میں اس کا قائم مقام بنایا ہے۔ یہی مثال بیعت کی بھی ہے جب ایک آدمی توبہ کرتا ہے اور ترک معاصی کا عہد کرتا ہے۔ اور تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہنے کا تہیہ کرتا ہے تو یہ ایک نفس کی داخلی کیفیت ہوئی، اس نفسی کیفیت کا قائم مقام بیعت کو بنایا گیا ہے۔

اولیاء کرامؒ نے اسی سلسلہ بیعت کے ذریعے سے بے شمار لوگوں کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا، انہیں شریعت وطریقت کے شیخِ کامل سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق شیخ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"آپ رحمہ اللہ کی زندگی میں لاکھوں انسان اس طریقہ (بیعت وارادت) سے فائدہ اٹھا کر ایمان کی حلاوت سے آشنا، اسلامی زندگی اور اخلاق سے آراستہ ہوئے، اور آپؒ کے بعد آپؒ کے مخلص خلفاء اور باعظمت اہل سلسلہ نے تمام ممالک اسلامیہ میں دعوت الی اللہ اور تجدید ایمان کا یہ سلسلہ جاری رکھا، جن سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا۔"(2)

---

(1) القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص20

(2) ندوی، ابوالحسن علی، تاریخ دعوت وعزیمت، لکھنو: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ج1، ص221

مرشد کے لیے ضروری شرائط

مرشد کے لیے ضروری شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

1۔عالم ہونا:

فشرط من یاخذالبیعة امور، احدھا علم الکتاب والسنة ولاارید المرتبة القصویٰ بل یکفی من علم الکتاب ان یکون ضبط تفسیرالمدارک اوالجلالین اوغیرھما وحققه علی عالم وعرف معانیه وتفسیرہ الغریب واسباب النزول والاعراب والقصص وما یصل بذالک-(1)

یعنی بیعت لینے والے (مرشد) میں چند امور کا ہونا شرط ہے۔ شرطِ اول ان کا قرآن وسنت کا عالم ہونا، قرآن وسنت کے علم سے میری مراد یہ نہیں کہ وہ اس میں درجہ کمال پر پہنچ جائے، بلکہ مرشد کے لیے قرآن حکیم کا علم بس اتنا ہی کافی ہے کہ اس نے تفسیر مدارک یا تفسیر جلالین یا ان جیسی کوئی اور تفسیر پڑھی ہو، کسی عالم سے قرآن کی تحقیق کی ہو اور س کے معانی حل کیے ہوں، مشکل الفاظ کو سمجھا ہو، اسباب نزول کا احاطہ کیا ہو اور اعراب، قصص اور اس سے متعلق جو مسائل ہیں ان کا انہیں علم ہو۔

چونکہ ہدایات الٰہی کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے، اس لیے اس چشمے سے استفادہ کے لیے ان بنیادی معلومات کو حاصل کیے بغیر کوئی بھی فرد ارشاد کے منصب پر فائز نہیں ہو سکتا، جو استفادہ قرآن کے لیے ضروری ہے۔ ظاہر ہے جو شخص منبع فیض سے خود فیض یاب ہونا نہ جانتا ہو، وہ دوسروں کو کیا فیض پہنچائے گا؟ چونکہ قرآن کی تفسیر سنت کرتی ہے، لہٰذا قرآنی علوم کے ساتھ سنت سے متعلق بھی مرشد کا عالم ہونا ضروری ہے، سنت سے متعلق "مرشد" کو کتنا علم حاصل ہونا چاہیے؟ شاہ صاحبؒ اس کو بیان کرتے ہوتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومن السنة ان یکون قدضبط وحقق مثل کتاب المصابیح وعرف معانیه وشرح غریبه واعراب مشکله وتاویل معضله علیٰ رای الفقھاء-(2)

---

(1) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص20

(2) ایضاً

مرشد کا سنت کا عالم ہونے کا مطلب ہے کہ وہ حدیث کی "المصابیح" جیسی کتاب پڑھ چکا ہو، اس میں اس نے تحقیق کی ہو اور اس کے معانی سمجھا ہو، اس کے غریب اور نامانوس الفاظ کی شرح کی ہو اور اس کے مشکل الفاظ کو حل کیا ہو، اور حدیث میں جو دقیق مسئلہ ہو، فقہاء میں سے کسی ایک کی رائے کے مطابق اس کی تاویل و تشریح کی ہو۔

شاہ صاحبؒ نے مرشد یا روحانی رہنما کے لیے علم کی شرط اس لیے لگائی کہ بیعت کی اصل غرض امر بالمعروف و نہی عن المنکر، تسکینِ باطن کے حصول کی تلقین اور برائیوں کو دور کرنے، اچھائیوں کو حاصل کرنے کی ترغیب وارشاد ہے۔ چونکہ مرید کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان تمام امور میں اپنے مرشد کی طاعت کرے، اس لیے اگر مرشد عالم نہ ہو، تو ان امور کو سرانجام دینے کا کیسے تصور کیا جاسکتا ہے؟

2۔عادل و متقی ہونا:

شیخ کامل کے لیے دوسری اہم شرط کے بارے میں شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

والشرط الثانی العدالة والتقویٰ فیجب ان یکون مجتنباعن الکبائر غیر مصر علی الصغائر-(1)

مرشد کے لیے دوسری شرط اس کا عادل ہونا اور تقویٰ دار ہونا ہے، مرشد کے لیے ضروری ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچے اور گناہ صغیرہ پر اصرار نہ کرے۔

ان شرائط سے شیخ کامل کی دینی و معاشرتی حیثیت کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر سہروردی آدابِ شیخ کے متعلق لکھتے ہیں:

"شیخ پر لازم ہے کہ مرید کو رجوع الی اللہ کی کیفیت سے روشناس کروائے، اس کا راستہ بتائے، اس پر چلنا آسان کرے اور دین کی تعلیم دے۔ مرید کے لیے مفید اور مضر باتوں کی تعلیم دے۔ ان تمام چیزوں سے بڑھ کر مرید کے کھانے پینے کی پاکیزگی پر توجہ دے کیونکہ اسی سے مرید کی حالت میں ترقی ہوگی۔"(2)

3۔دنیا سے بے نیازی اور آخرت سے رغبت رکھنا:

شاہ صاحب مرشد کے لیے تیسری شرط کو یوں بیان کرتے ہیں:

---

(1) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص24

(2) سہروردی، ابوالنجیب شیخ عبدالقادر، آداب المریدین، لاہور: شعبہ اشاعت دارالحفیظ علامہ اقبال ٹاؤن، ص49

والشرط الثالث ان يكون زاهدا فى الدنيا راغبا فى الآخرة مواظبا على الطاعة المؤكدة والاذكار الماثور ة المذكورة فى صحاح الاحاديث مواظبا على تعلق القلب بالله سبحانه وتعالىٰ وكانت "يادداشت" له ملكة راسخة -(1)

یعنی مرشد کے لیے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دنیا سے بے نیاز ہو، آخرت میں رغبت رکھتا ہو اور جو طاعات وعبادات ضروری اور مؤکد ہیں اور جو ذکر واذکار صحیح احادیث سے مروی ہیں، وہ ان کا پابند ہو، اس کا دل برابر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے تعلق رکھے یعنی اس کی شخصیت میں الٰہی رنگ واضح ہو۔

طاعات وعبادات سے حقوق اللہ یا حقوق العباد کی رعایت مقصود ہے، اور اسی طرح عبادات میں بھی ارکانِ خمسہ پر زور دیا گیا ہے تاکہ ان ام العبادات کے نتیجہ میں دوسرے ادنیٰ درجہ کے حقوق کی رعایت کا جذبہ پروان چڑھے، عام صوفیاء بھی تصوف میں تین اخلاق پر زور دیتے ہیں، یعنی محبتِ الٰہی، مکارمِ اخلاق اور خدمتِ خلق۔ یہ عبادت وطاعت کا ہی نتیجہ ہیں۔ عام آدمی کے لیے جب عبادات بجالانا ناگزیر ہے، تو دینی رہنما کے حق میں ان کی ضرورت واضح ہے۔

4۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

مرشد سے متعلق چوتھی شرط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والشرط الرابع ان يكون آمرا بالمعروف وناهيا عن المنكر مستبدا براية امعة ليس له راى ولا امرذامروة وعقل تام ليعتمد عليه فى كل ماىامر به وينهى عنه قال الله تعالىٰ ممن ترضون من الشهداء فما ظنك لصاحب البيعة -(2)

مرشد کے لیے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر عامل ہو، اپنی رائے میں پختہ ہو، متذبذب خیال کا مالک نہ ہو کہ نہ اس کی اپنی رائے ہو اور نہ اس کا کوئی فیصلہ، وہ صاحب مروت ہو، عقل تام رکھتا ہو تاکہ جس چیز کے کرنے کا وہ حکم دے اور جس سے منع کرے، اس حوالہ سے اس پر پورا اعتماد کیا جاسکے، اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: یہ گواہ ایسے لوگوں میں سے ہونے چاہئیں، جن کی گواہی تمہارے درمیان مقبول ہو، یہ عام لوگوں کے لیے ہے تو بیعت لینے والے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

(1) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص24

(2) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص25

شاہ صاحبؒ نے شیخ کامل سے متعلق جن شرائط کو بیان کیاہے،ان کی معقولیت ایک مسلمہ حقیقت ہے، یہ تمام مذکورہ شرائط ہیں، جوایک دینی رہنما میں ہونی چاہیے تاکہ ان کی تابعداری میں لوگ وجاہت پائیں اور عار محسوس نہ کریں۔

5۔ شیخ کا صحبت یافتہ ہونا:

شاہ صاحبؒ مرشد کے لیے پانچویں شرط یہ قرار دیتے ہیں کہ شیخِ کامل نے معاصر عارفین کی صحبت کا شرف پایاہو،ان کی صحبت سے اس نے نورِ باطن حاصل کیاہو، چنانچہ امام الہندؒ لکھتے ہیں:

والشرط الخامس ان یکون صحب المشائخ وتادب بھم دھرا طویلا واخذ منھم النور الباطن والسکینة وھذا لان سنة اللہ جرت بان الرجل لایفلح الا اذا رأی المفلحین کما ان الرجل لایتعلم الا بصحبة العلماء وعلیٰ ھذالقیاس غیرذالک من الصناعات-(1)

مرشد کے لیے پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ ایک مدت دراز تک مشائخ کی صحبت میں رہاہو،ان سے اس نے تربیت پائی ہواور نور باطن وتسکین قلب اخذ کیاہو، یہ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ مقررہ نظام ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک فلاح نہیں پاسکتا، جب تک کہ وہ فلاح پانے والوں کو دیکھے بھالے اور ان سے نہ ملے، جس طرح کہ کوئی شخص اس وقت کا علم حاصل نہیں کرسکتا، جب تک کہ وہ علماء کی صحبت میں نہ رہاہو، یہی حال دوسرے پیشوں کا بھی ہے۔

شیخ عبدالقادر سہروردیؒ، مرشد کے لیے آدابِ مصاحبت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"صوفیاء کے آداب میں سے ہے کہ وہ ان میں سے ہر ایک اپنے حال اور لیاقت کے مطابق دوسروں کے ساتھ صحبت رکھے۔ مشائخ اور بزرگوں کے ساتھ محبت، ان کے احترام، خدمت، تعظیم، توقیر اور ان کے کام سرانجام دینے میں ہوگی۔ جبکہ اپنے ہمسر ساتھیوں کے ساتھ کشادہ پیشانی، خوشی اور مسرت کے ساتھ ملنے اور ان کے ساتھ بھلائی اور احسان کا مناسب رویہ رکھنے میں ہوگی۔"(2)

مذکورہ بالا صفات کی موجودہ دور میں بہت ضرورت ہے۔ تصوف کے علمبردار اور صوفیاء کے مشن کے دعویدار اپنے اندر کشادہ دلی پیدا کریں اور اپنے ارادت مندوں کو بھی اس بات کی تلقین کریں۔ کیونکہ تصوف نام ہی اچھی عادات واخلاق کا ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی لکھتے ہیں:

---

(1) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص26

(2) سہروردی، ابوالنجیب عبدالقادر، آداب المریدین، لاہور: شعبہ اشاعت دارالحفیظ علامہ اقبال ٹاؤن، ص65

الصوفية اوفرالناس حظا من الاقتداء برسول الله ﷺواحقهم باحياء سنته ، والتخلق باخلاق رسول الله ﷺ من حسن الاقتداء به واحياء سنته-(1)

یعنی صوفیاء کرام عام لوگوں سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی سنت کی اقتداء کا حصہ پانے والے اور سب سے زیادہ احیاء سنت کا فریضہ سرانجام دینے والے ہیں، اور نبی کریم ﷺ کی اچھے طریقے سے پیروی کرنے اور آپ ﷺ کی سنت کے احیاء کے ساتھ اخلاق نبوی میں ڈھلے ہوتے ہیں۔

شروطِ مرید

شاہ صاحبؒ مرید کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاعلمانه يجب ان يكون المبايع بالغا عاقلا راغباوقدجاء فى الحديث انه عرض على النبى ﷺ صبى ليبايعه فمسح علىٰ راسه ودعا له بالبركة ولم يبايع -(2)

جاننا چاہیے کیہ بیعت کرنے والے مرید کے لے ضروری ہے کہ وہ بالغ ہو، عاقل ہو، شوق ور غبت رکھنے والا ہو۔ حدیث میں آیاہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ پیش کیا گیا کہ وہ آپ ﷺ سے بیعت کرے، آپ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اوراس کے لیے برکت کی دعا کی اوراس سے بیعت نہ لی۔

شروط مرید میں شاہ صاحبؒ نے بیعت کے لیے عاقل اور بالغ ہونے کی شرط غالباًاس لیے لگائی ہے کہ نابالغ اور مجنوں خود ایمان کا مکلف نہیں تو تقویٰ اور جہاد فی الطاعات کا مکلف کیسے ہوا؟

اقسامِ بیعت صوفیاء

صوفیاء کی بیعت کرنے کے بعد انہیں توڑنا یا انہیں پورا کرنے سے کیا مراد ہے ؟اس بحث میں اسی چیز کو بیان کیا گیاہے۔اس سلسلے میں شاہ صاحب نے بیعت کی چند اقسام بیان کی ہیں:

1۔ایک بیعت وہ ہوتی ہے جو مرید گناہوں سے توبہ کرتاہے اور آئندہ نہ کرنے کا عزمِ مصمم کرتا ہے۔

2۔ بیعت کی دوسری قسم یہ ہے کہ مرید صالحین کے سلسلہ میں تبرکاً شامل ہونے کے لیے بیعت کرتا ہے۔

---

(1) سہروردی، شیخ شہاب الدین، عوارف المعارف، الباب التاسع والعشرون، دار المعارف، ج2، ص56

(2) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص27

3۔ بیعت کی تیسری قسم یہ ہے کہ مرید احکامِ الٰہی کی بجاآوری کے لیے سب سے الگ ہو جائے اور جن چیزوں سے اللہ نے منع کیا ہے، انہیں ظاہراً اور باطناً ترک کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل کو وابسطہ کرنے کا عزم مصمم کرے اور اس کے لیے بیعت ہو۔

بیعت کی پہلی دو قسموں کے بارے شاہ صاحب فرماتے ہیں:

واماالاول فالوفاء بالبیعة فیهما ترک الکبائر وعدم الاصرار علی الصغائر والتمسک بالطاعات المذکورة من الواجبات والسنن الرواتب والنکث بالاخلال فی ماذکرنا-(1)

بیعت کی پہلی دو صورتوں کو پورا کرنے کا معنی یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ ہو۔ اور طاعات وعبادات میں جو واجب ہیں یا جو چیزیں سنت مؤکدہ کا درجہ رکھتی ہی ان کی پابندی کی جائے (یہ توہوا بیعت کا پورا کرنا) اور بیعت کا توڑنا یہ ہے کہ مذکورہ اعمال کو ترک کر دینا۔

یعنی بیعت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مرید اس بات کا عہد کرتا ہے کہ وہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کرے گا اور صغیرہ پر اصرار نہیں کرے گا اور اسی طرح جو احکامات عبادات اور اطاعتِ الٰہی کے زمرے میں آتے ہیں ان کی پابندی کرے گا۔ اگر ان پر عمل پیرا ہو تو وہ شخص اپنے شیخ سے حقیقی معنی میں بیعت ہے۔ اور اگر اس کے بر خلاف امور بجالائے تو چاہے وہ زبان سے کہتا رہے اس کا عمل ہی نقض بیعت کے لیے کافی ہے۔

عصر حاضر میں بہت سے لوگ اپنے آپ کو بہت بڑے سلاسل کے بزرگانِ دین کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں اپنے آپ کو مرید گنواتے ہیں، لیکن ان کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے تو یہ عمل ان کی بیعت کو ختم کر دیتا ہے۔

بیعت کی تیسری قسم کے متعلق حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

واما الثالث فالوفاء البقاء علیٰ هذه الهجرة والمجاهدة حتیٰ یکون متنورا بنورالسکینة ویصیر ذالک دیدناله وخلقا وجبلة فعند ذالک قدیرخص فی ما اباحه الشرع من اللذات والاشتغال ببعض مایحتاج الیٰ طول التعهد کالتدریس والقضاء وغیرهما والنکث بالاخلال فی ذالک-(2)

---

(1) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص28

(2) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص29

یعنی بیعت کی تیسری قسم کا ایفا یہ ہے کہ احکامِ الٰہی کے لیے دنیا سے کنارہ کشی کے عزم اور اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے کاموں سے بچنے کی سعی و کوشش پر مرید برابر قائم رہے۔ یہاں تک کہ وہ سکینہ قلب کے نور سے منور ہو جائے۔ اور یہ نور اس کے اندر بطور ایک عادت خلق اور طبیعت کے ہو جائے۔ جب مرید اپنے اندر یہ حالت پیدا کرلے تو اس وقت اسے ان چیزوں کے کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ جو شریعت نے مباح قرار دی ہیں۔ وہ دنیاوی لذات سے مستفید ہو سکتا ہے اور اس قسم کے مشاغل کو جیسے تعلیم دینا اور قضا کا منصب ہے اور جن میں کہ ایک لمبے عرصے تک مصروف رہنا پڑتا ہے وہ کر سکتا ہے۔ دنیا سے کنارہ کشی کے عزم اور اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے کاموں سے بچنے کی سعی پر برابر قائم نہ رہنا یہ اس بیعت کی خلاف ورزی اور عہد شکنی ہو گی۔

حکمت تکرارِ بیعت

اب رہا یہ سوال کہ کیا ایک شخص کا ایک سے زائد مشائخ سے بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ تو اس بارے شاہ صاحب لکھتے ہیں:

ان تکرار البیعة من رسول اللہ ﷺ ماثور وکذالک عن الصوفیة اما من الشخصین فان کان بظھور خلل فی من بایعه فلاباس وکذالک بعد موته او غیبته المنقطعة واما بلاعذر فانه یشبه المتلاعب ویذھب بالبرکة ویصرف قلوب الشیوخ عن تعھده واللہ اعلم-(1)

یعنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بار بار بیعت کرنا منقول ہے۔ اور اسی طرح صوفیاء بھی کئی بار بیعت لیتے ہیں۔ باقی رہا یہ مسئلہ کی ایک سے بیعت کرنے کے بعد پھر دوسرے سے بیعت کی جائے یا نہ کی جائے، تو اس کی صورت یہ ہے کہ جس مرشید سے پہلے بیعت کی ہے اگر اس میں کوئی خلل ظاہر ہو۔ تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح پہلے مرشد کی موت اور اس کے لاپتہ ہونے میں دوسرے مرشد سے بیعت کی جاسکتی ہے۔ لیکن پہلی بیعت کو چھوڑ کر دوسرے مرشد سے بغیر کسی عذر کے بیعت کرنا یہ تو ایک کھیل ہے، اور اس سے یہ ہو گا کہ بیعت میں برکت نہ رہے گی اور مرشدوں کا دل مرید کی خبر گیر سے ہٹ جائے گا۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

(1) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص30

بیعت کے الفاظ

بیعت کے الفاظ جو سلف صالحین سے منقول ہیں اس کے بارے میں شاہ صاحبؒ یہ تلقین فرماتے ہیں کہ شیخ اپنے مرید سے بیعت لیتے وقت پہلے خطبہ مسنونہ پڑھے اوراس کے بعد ایمان اجمالی کی تلقین کرے جس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

قل آمنت باللہ وبماجاء من عنداللہ علیٰ مراد اللہ وآمنت برسول اللہ ﷺ وبماجاء من عند رسول اللہ ﷺ علیٰ مراد رسول اللہ ﷺ وتبرات من جمیع الادیان وجمیع العصیان واسلمت الآن واقول اشھدان لاالہ الا اللہ واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ-(1)

میں ایمان لایااللہ تعالیٰ پراور جو آیااللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کی مراد، میں ایمان لایارسول اللہ ﷺ پراور جو کچھ آیا اللہ کے رسول سے اللہ کے رسول کی مرادپر۔اور میں نے تمام مذاہب اور تمام گناہوں سے برات کی اوراس وقت اوراب اسلام لایا۔اور میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اوراس کے رسول ہیں۔

اس کے بعد مرشد، مرید سے یوں کہے:

قل بایعت رسول اللہ ﷺ بواسطۃ خلفائہ علیٰ خمس شھادہ ان الاالہ الااللہ وان محمدارسول اللہ ﷺ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا-(2)

تو کہہ میں نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ کی، آپ ﷺ کے خلفاء کے توسط سے،ان پانچ چیزوں پر،اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، نماز کا قیام،ادائے زکوٰۃ،رمضان کے روزے اور زادِراہ کی استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج۔

پھر یہ الفاظ کہے:

(1) دہلوی،شاہ ولی اللہ،القول الجمیل فی بیان سواء السبیل،ص31

(2) دہلوی،شاہ ولی اللہ،القول الجمیل فی بیان سواء السبیل،ص31

بایعت رسول اللہ ﷺ بواسطة خلفائه على ان لاشرک باللہ شیئا ولااسرق ولاازنی ولااقتل ولااتی ببهتان افتریه بین یدی ورجلی ولا اعصیه فی معروف-(1)

میں رسول اللہ ﷺ کی آپ ﷺ کے خلفاء کے واسطے سے اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ میں اللہ کے ساتھ شریک نہیں کروں گا اور نہ چوری کروں گا اور نہ زنا کروں گا اور نہ کسی پر بہتان لگاؤں گا اور نیک کاموں میں اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک اگر مرشد اپنے سلسلہ میں قادری، نقشبندی یا چشتی کی نسبت ذکر کرے تو یہ بھی ٹھیک ہے، اور یوں کہے کہ اللہ تو ہمیں اپنی رحمت سے اس طریقہ کے زمرہ اولیاء میں شامل فرما۔ اسی طرح مرید کا ہاتھ تام کر بیعت کرنا بھی درست ہے۔ اس حوالے سے اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کا واقعہ لکھتے ہیں:

سمعت سید الوالد یقول رایت رسول اللہ ﷺ فی مبشرة فبایعه فاخذ علیه الصلوٰة والسلام یدی بین بدیه فانا اصافح عندالبیعة علیٰ هذه الصفة-(2)

یعنی میں نے اپنے والد محترم کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ ﷺ کی میں نے بیعت کی اور آپ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ چنانچہ اب میں جب کسی (آدمی) سے بیعت لیتا ہوں تو اسی طرح اس کے ہاتھ کا مصافحہ کرتا ہوں۔

خلاصہ کلام:

بیعت سنت رسول ﷺ ہے جسکا تارک گنہگار نہیں ہوتا۔ جب کوئی بھی شخص ترک معاصی اور نیکی پر استقامت کا عہد کرتا ہے۔ تو یہ نفس کی داخلی کیفیت کہلاتی ہے نفس کی اسی کیفیت کا قائم مقام بیعت کو بنایا گیا ہے۔ بیعت در حقیقت ایک معاہدے (Agreement) کا نام ہے۔ صوفیاء طریقت مریدین کی اصلاح اور ان کے تزکیہ نفس کی غرض سے قرب الٰہی کی خاطر بیعت کا سلسلہ قائم کرتے ہیں جس میں شیخ اپنے مرید سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کیساتھ اپنے آپ کو کبیرہ گناہوں سے روکنے، نفس کو شرک، چوری بدکاری، قتل ناحق، بہتان تراشی حتیٰ کہ ہر قسم کی برائی سے بچانے اور ہر نیک کام کے لیے پختہ عزم کرتا ہے۔ اصحاب رسول علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ کے ہاتھ پر ہجرت، جہاد، ارکانِ اسلام کی پابندی، میدانِ جنگ میں استقامت، سنت کو مضبوطی سے پکڑنے، بدعات سے بچنے اور عبادات کو

(1) ایضاً، ص31

(2) دہلوی، شاہ ولی اللہ، القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، ص34

زیادہ شوق رغبت سے کرنے کے لیے بھی بیعت کی۔ عصر حاضر میں بیعت جیسے روحانی اور اہم کام میں بھی خرافات شامل ہو چکی ہیں۔ بعض عناصر نے اس ربانی طریق کو بزنس اور مارکیٹنگ کا ذریعہ بنالیا ہے جسکی وجہ سے بیعت کا حقیقی تشخص گمنامی کا شکار ہو چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بیعت کے اصول وضوابط، طریقہ کار اور مقاصد کو اجاگر کیا جائے تاکہ متلاشیان حقیقت اس سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔

* * * * * * * *